نقش آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم راشد الحق سمیع حقانی

ماہنامہ الحق کے مدیر معاون، مردِ شفیق
جناب شفیق الدین فاروقی کی المناک جدائی

شاہراہ زیست کے ٹیڑھے میڑھے راستوں ،اَن دیکھی منزلوں کا اپنا ہی ایک الگ دستور ہے۔اس پہ کہیں خوشی اور بہرہ مندی کے نخلستاں نظر آتے ہیں تو کہیں غم و اندوہ کے گڑھے جگہ جگہ آپ کو نظر آئیں گے،کہیں مسافروں کو اس پہ تپتی دھوپ کا آنچل ملتا ہے تو کبھی کبھی مسلسل چھاؤں کے ٹھنڈے نخلستاں میسر آتے ہیں لیکن شومئی قسمت کہ کچھ عرصے سے مسلسل دستِ اجل بار بار جامعہ حقانیہ اور ہمارے خاندان کے دروازوں پر دستک دے رہی ہے،اب اپنے پیاروں کی نوحہ خوانی کرتے کرتے قلم میں خون کے آنسو بھی خشک ہوگئے ہیں۔ابھی چند ماہ پیشتر ہی نشتر اجل کے ہاتھوں استادِ محترم فانی صاحب کی وفات کا زخم سینے میں ہرا بھرا تھا بلکہ رَس رہا تھا کہ ایک اور جان لیوا گھاؤ نے ہوش وخرد اور صبر وقرار کو ذبح کردیا۔ ؎ ظلمت کدے میں میرے شب غم کا جوش ہے اک شمع ہے دلیل سحر سو خموش ہے

ماہنامہ ''الحق'' کے چالیس برس سے زائد کی خدمات کے امین ،حضرت والد ماجد مولانا سمیع الحق صاحب کے سیکرٹری،رفیق سفر وحضر،معتمدِ خاص ،دست و بازو شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ بانی دارالعلوم حقانیہ کے خصوصی چہیتے ،عقیدت مند، خادم اور راقم کے بہنوئی ،مخلص دوست ،مہربان اور الحق کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد میرے معاون ومیرے سرپرست شفیق الدین فاروقی ایک سال کی طویل علالت (کینسر و فالج کے جان لیوا امراض) کے بعد رمضان المبارک میں مغفرت کے عشرے ۲۷/رمضان المبارک بروز جمعرات ۲۴/جولائی ۲۰۱۴ء کو اپنی طویل خدمات کا نقد صلہ وصول کرتے ہوئے خالق حقیقی سے جا ملے۔انا لِللّٰہ وانا الیہ راجعون۔ان کو پہلے دن سے اپنی بیماری کا علم ہو چکا تھا کہ انکی بیماری کس قدر مہلک اور جان لیوا ہے،لیکن شفیق صاحب جس صبر وشکر کے ساتھ بیماری کا مقابلہ کرتے رہے وہ انتہائی حیران کن صبر وحوصلے والے انسان تھے۔موت تو اِک دن ہر کسی کو آنی ہے لیکن شفیق بھائی جان کو اللہ تعالیٰ نے بڑی قابل رشک موت عطا کی۔آپ بڑے اعزاز اور اُخروی لحاظ سے بشارتوں والی راتوں (۲۷ویں اور جمعہ کی شب) میں اس جہان فانی سے جہان باقی کوچ کرگئے۔ ؎ آئے عشاق گئے وعدۂ فردا لے کر اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

یہ عمر بھر دار العلوم حقانیہ کے ساتھ وابستگی اور ماہنامہ ''الحق'' کی شبانہ روز خدمات کا صلہ اور اپنے سارے خاندان سے دور رہ کر کراچی جیسے بڑے شہر کو ترک کر کے اکوڑہ خٹک جیسے چھوٹے گاؤں کو ترجیح دینے کا نقد بدلہ اللہ تعالیٰ نے چکا دیا۔

شفیق بھائی جان میرے اُن کرم فرماؤں میں سے تھے جن کے خلوص و محبت کے طفیل ماہنامہ ''الحق'' کی ادارت کی ذمہ داریاں مجھے نبھانا آسان ہوگئیں تھیں۔ میری محرابِ زندگی میں باقی آپ اُن دو چار چراغوں میں سے ایک رہ گئے تھے جن کی لَو سے اپنے ٹوٹے پھوٹے ظلمت کدے وجود میں زندہ رہنے اور کام کرنے کا حوصلہ ملتا تھا۔ اسی طرح حضرت والد مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی طویل سیاسی، علمی، دینی، ہنگامہ خیز زندگی میں آپ نے قدم قدم پر اِنکا ایسا ساتھ نبھایا کہ محمود و ایاز کا قصہء پارینہ دوبارہ تازہ ہوگیا۔ دوستی، وفاداری، اطاعت شعاری کا مثالی کردار تادمِ واپسیں ادا کرتے رہے۔

اپنے آباؤ اجداد کی طرف شفیق مرحوم بھی صاحبانِ علم و ادب کے گرویدہ بلکہ اس قافلہ کے راہ رَو تھے۔ انتہائی بلند اخلاق سے آراستہ، وضع دار، ملنسار، شائستہ، مہذب، باذوق، خوش فکر، خوش مزاج، انجمن آراء اور علم دوست انسان تھے۔ آپ وسیع المطالعہ تھے، اس حوالے سے آپ قدیم و جدید معلومات کا ایک دفتر تھے۔ اسی طرح ''ہرفنِ مولا'' جسے کہا جاتا ہے وہ تمام صفات ہم نے آپ ہی میں پائیں۔ دار العلوم اور ہمارے خاندان کے تمام افراد کو فنی مشاورت و سہولیات آپ وقتاً فوقتاً فراہم کیا کرتے تھے۔ شعر و ادب کا انتہائی اعلیٰ ذوق بھی اللہ نے عطا فرمایا تھا۔ ابھی وفات ہونے سے کچھ دن پہلے میں انہیں ویل چیئر پر بٹھا کر باہر سڑک کے قریب لایا، آپ سروس روڈ پہ کھڑے ہوکر کاروبارِ زندگی اور لوگوں کی باگ دوڑ، گاڑیوں کی برق رفتاری اور زندگی کے میلوں کو دیکھ کر گہری سوچ میں پڑ گئے۔ میں نے انکا خیال بٹانے کیلئے اور اِنکے حافظے کوٹٹولنے کیلئے غالب کے شعر کا پہلا مصرع پڑھا

بازیچہ اطفال ہے دنیا میرے آگے ...... آپ فوراً گویا ہوئے ...... ہوتا ہے شب و روز تماشا میرے آگے۔ اسی طرح دورانِ بیماری تقریباً ہر روز اِن کی عیادت کا موقع ملتا رہا، اکثر ضعف اور بدن میں کینسر و فالج سے پیدا شدہ دردوں کی ٹھیس سے بات چیت کرنا مشکل ہوتی لیکن اگر کوئی شعر وغیرہ میں پڑھتا تو اِن کی پژمردگی میں کمی واقع ہوجاتی اور شعر کا دوسرا مصرع اکثر و بیشتر دُہرا دیتے۔ زندگی کے آخری آٹھ دس سالوں میں درود شریف کی کثرت اور دیگر وظائف میں ہمہ وقت مصروف رہتے، گوکہ آخری برسوں میں فکرِ معاش اور اقتصادی مسائل نے معاشرے کے دیگر شرفاء کی طرح انہیں بھی نیم جاں کردیا تھا لیکن پھر بھی ہر حال میں صبر و شکر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ گوکہ حضرت والد صاحب اور مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے ساتھ ایک طویل پارلیمانی عرصہ میں ہر وقت رہنے کے باوجود عمر بھر کسی بھی حاکمِ وقت اور کسی بھی

بڑے سے بڑے سرکاری عہدے دار، کارخانہ داراور رؤسا وقت سے دنیا کا چھوٹا یا بڑا مفاد بھی اِن چالیس برسوں میں طلب کرنا اپنے لئے مناسب نہ سمجھا، حالانکہ اگر چاہتے تو اپنے لئے سب کچھ کرسکتے تھے کیونکہ مولانا کے وجہ سے ہر دور کے حکام امراء اور وزراء تک صرف رسائی نہیں بلکہ ان کے دسترس میں تھے لیکن حقیقتاً وہ بازارِ دنیا سے گزرے ضرور تھے لیکن خریدار نہ تھے۔ ایک بار بینظیر کے دوسرے دورِ حکومت میں سابق صدرِ پاکستان آصف علی زرداری حضرت والد صاحب مدظلہ سے ملاقات کی غرض سے تشریف لائے اور شفیق صاحب سے گپ شپ لگاتے رہے اور آخر میں اِن سے اتنے متاثر ہوئے کہ والد صاحب کو سنجیدگی کے ساتھ آفر کی کہ شفیق صاحب تو انتہائی ذہین، بُردبار اور منتظم انسان ہیں۔ انہیں میں پرائم منسٹر ہاؤس میں کسی بڑے سے بڑے عہدے پر کل ہی سے لگانے کی آفر کرتا ہوں، یہ ہمارے لئے یہ ایک بڑا سرپرائز ہوگا۔ یہ میرے پی ایم ہاؤس میں اپنے لئے دفتر مخصوص کرلیں لیکن شفیق صاحب نے مسکراتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا اور حضرت والد صاحب مدظلہ کی خدمت کو ترجیح دی۔ اسی طرح موجودہ گورنر صوبہ خیبر پختونخوا کے سردار مہتاب احمد خان جب آج سے آٹھ دس برس قبل اِسی صوبے کے وزیراعلیٰ تھے تو اکوڑہ تشریف لائے تھے، یہ شفیق صاحب کے سکول کالج کے زمانے کے کلاس فیلو اور بے تکلف دوستوں میں سے تھے، وزیراعلیٰ کی حیثیت سے دارالعلوم تشریف لارہے تھے تو کسی نے بھائی جان سے کہا کہ آپ کے تو بے تکلف دوست ہیں، کوئی بھی کام اِن سے کروالیں لیکن پشتو میں بے پروائی کے ساتھ کہا کہ چھوڑو یار، گھر آئے ہوئے مہمانوں سے لوگ تقاضا نہیں کرتے۔

بہرحال عمر بھر وضع داری سے زندگی گزارتے رہے۔ ماشاء اللہ آپ کے چاروں بھائی بڑے آسودہ حال اور بڑی بڑی ملازمتوں پر پاکستان اور بیرون ملک فائز ہیں۔ لیکن آپ نے دارالعلوم کی معمولی تنخواہ پر قناعت کیا۔ ابھی بیماری کے دوران ہماری محترمہ ہمشیرہ باجی سے ایک دن کہا کہ اَب میں بڑا مطمئن ہوں گو کہ زندگی بھر میں سارے خاندان اور بہن بھائیوں سے کٹا رہا لیکن اَب بیماری اور اِس سے پہلے دارالعلوم کے اساتذہ، مشائخ اور فضلاء حقانیہ نے مجھے جو پیار و محبت اور اپنی شبانہ روز دعاؤں میں یاد رکھا ہے، اس سے اب مجھے بڑا کامل اطمینان ہوچلا ہے کہ میرا اکوڑہ اور دارالعلوم آنے کا فیصلہ درست تھا اور زبانِ حال سے گویا تب والد صاحب سے کہہ رہے تھے۔

؎ کہیں نہ جائیں گے تا حشر ترے کوچے سے　　کہ پاؤں توڑ کے بیٹھے ہیں پائے بند ترے

ع　اس عہد کو ہم وفا کرچکے...... ایسے خوش قسمت افراد کے بارہ میں کہا گیا ہے کہ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا (الاحزاب:۲۲) آپ ماہنامہ ''الحق'' کے جملہ شعبوں میں میرا ہاتھ بٹاتے رہتے، دارالعلوم کے شب

وروز کے عنوان سے تقریباً چالیس برس تک آپ یہاں کے کوائف لکھتے اور جمع کرتے رہے۔الحق کے ضخیم انڈکس کا کوئی صفحہ اِن کے نام سے خالی نہیں ۔مؤتمر المصنفین کے شعبہ میں بھی اکثر و بیشتر کتابوں کی اشاعت اوراس کی ترتیب و تدوین میں آپ پیش پیش رہے۔عظیم مجموعہ ''مکاتیبِ مشاہیر'' کی سینکڑوں فائلوں کو سنبھالنا اور ان کو محفوظ کرنے میں بھی حضرت والدصاحب مدظلہ کے ساتھ ساتھ رہے۔پھر دارالعلوم اور ہمارے خاندان کا ایک اہم شعبہ دنیا بھر سے آئے ہوئے مہمانوں اورقومی اسمبلی وسینٹ کے اُمور اور خصوصاً یادگار شخصیات کی صوتی اور بصری ریکارڈ کا تمام انتظام و انصرام بھی ان کے ذمے تھا۔انہی کی وجہ سے ہمارے پاس یادگار شخصیات اور تاریخی مواقع اور سیاسی اجتماعات کے ریکارڈ کا عظیم ذخیرہ موجود ہے جس کا بڑا حصہ ہم نے مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی فیس بک پروفائل پر اکثر و بیشتر شیئر کردیئے ہیں اور ہزاروں اب بھی ترتیب و اشاعت کے مرحلے میں ہیں۔بہرحال ایسے ہنرمند قابل وفاضل رفیق سفراور خاندان کے ایک اہم فرد کا یکا یک اٹھ جانا میرے جیسے کم ہمت انسان کیلئے خاندان حقانی اور خصوصاً بڑھاپے میں حضرت والد صاحب مدظلہ کیلئے یقیناً ناقابل برداشت نقصان ہے۔اورسب سے بڑھ کر ہماری محترمہ بڑی بہن ، بھانجیوں اور بھانجوں عمار شفیق ،حذیفہ شفیق ودیگر کیلئے یہ صدمہ یقیناً ناقابل برداشت ہے لیکن اللہ کی مرضی کے سامنے ہم سب سرنگوں ہیں۔جامعہ حقانیہ میں واقع مرکزی عیدگاہ میں آپ کا نمازِ جنازہ ادا ہوا۔شدتِ غم کے باعث حضرت والد صاحب مدظلہ نماز جنازہ نہ پڑھا سکے لہٰذا ان کے اصرار اور خواہش پر شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیرعلی شاہ صاحب نے اِن کا نماز جنازہ پڑھایا۔اور پھر دارالحفظ ، دارالحدیث کے درمیان واقع قبرستان حقانی میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے قریب،فاضل دیوبند حضرت مولانا عبدالحنانؒ اورافغانستان کے سب سے بڑے شیخ الحدیث اخونزادہ اور دیگر شہداء اور حفاظ کے جھرمٹ میں آپ کو قبر کے لئے بہترین جگہ میسر آئی۔۲۷ویں شب میں لیلۃ القدر کا اہتمام ہوتا ہے، اس عظیم الشان جمعہ کی رات میں تقریباً دس بجے آپ کی تدفین روح پرور ساعت میں اختتام پذیر ہوئی۔برادرم مولانا حامد الحق نے تدفین وغیرہ کے جملہ انتظامات سرانجام دیئے۔راقم چونکہ حرمین کے سفر پر تھا،جیسے ہی مدینہ منورہ میں یہ اطلاع ملی تو اُسی وقت شفیق بھائی جان کیلئے عمرہ کا احرام باندھا اور اُسی رات ۲۷ویں شب تدفین کے اوقات میں اِن کیلئے عمرے کی سعادت حاصل ہوئی۔گوکہ آپکی آخری ملاقات کی حسرت دل میں عمر بھر کیلئے رِہ گئی لیکن اِن کیلئے ۲۷ویں رات کے عمرے کے ثواب سے یک گونہ اطمینان قلب حاصل ہورہا ہے۔اپنے باذوق رفیق کار بھائی جان کی نذرآخری دو اشعار: نہیں بیگا نگی اچھی رفیق راہ منزل سے ٹھہر جا اے شرر ہم بھی تو آخر مٹنے والے ہیں

زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا ہمی سو گئے داستاں کہتے کہتے